

فقہ جدید

شیئرز کی خرید و فروخت کا فقہی جائزہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر نظام الدین شامزئی

استاد حدیث و صدر دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی (۵)

فہرست ذیلی عنوانات مقالہ

- 1 شیئرز کا تعارف
- 2 شیئرز کی خرید و فروخت کا طریقہ کار
- 3 شیئرز کی خرید و فروخت کا فقہی جائزہ
- 4 چند فقہی اصول
- 5 شیئرز کی خرید و فروخت اور گزارشات و خدشات

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی دامت برکاتہم کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ موصوف ملک کے عظیم علمی درس گاہ (جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی) کے شیخ الحدیث اور صدر مفتی ہیں۔ شروع سے جامعہ مرکز الاسلامی بنوں کے بانی و مہتمم مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی اور اراکین جامعہ کے ساتھ والہانہ محبت و شفقت کا معاملہ فرمایا ہے۔ بنوں میں جب پہلی اور دوسری فقہی کانفرنس منعقد ہوئی تو موصوف کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی تھی جس میں انہوں نے اپنے پر مغز مقالے اور قیمتی آراء و تجاویز سے اراکین ادارہ اور سامعین کو محظوظ فرمایا۔

16، 15 مارچ 2003ء میں جب جامعہ مرکز الاسلامی کی زیر اہتمام اسلام آباد میں ”اسلام کا مالیاتی نظام“ کے موضوع پر اسلام آباد فقہی سیمینار کا انعقاد کرایا گیا تو حضرت مفتی صاحب کو ایک بار پھر اس خالص علمی و فقہی مجلس کی صدارت کی دعوت دی گئی۔ موصوف نے بانی فقہی مجلس (مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی) کی ادنیٰ دعوت پر لبیک کہہ کر دوروزہ سیمینار میں شرکت فرما کر سیمینار کا خطبہ صدارت پیش کرنے کے بعد اپنا مدلل، تحقیقی مقالہ بعنوان ”شیئرز کی خرید و فروخت کا فقہی جائزہ“ پیش کیا۔ جو انتہائی علمی نکات اور موضوع سے متعلقہ جامع مباحث کا گنجینہ ہے۔ موضوع کی اہمیت اور عام افادیت کے پیش نظر حضرت کا مقالہ من و عن نذر قارئین ہے۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله وصحبه اجمعين اما بعد ،،،
قال الله تبارك تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا تأکلوا أموالکم بینکم بالباطل الا أن تكون تجارة عن تراض منکم
(سورة النساء ۲۹) وقال الله تبارك تعالیٰ ما افاء الله على رسوله من اهل القرى فله وللرسول ولذی القربی
والیتمی والمساکین وابن السبیل کی لا یكون دولة بین الاغنیاء منکم لایہ (سورة الحشر ۷)
وقال الرسول ﷺ الحلال بین والحرام بین وبينهما امور مشتبہ فمن ترک ما شبّه علیہ من الاثم کان لما
استبان له اترك ومن اجتراً علی ما يشک فیہ من الاثم اوشک ان یواقع ما استبان والمعاصی حمی الله من
یرتفع حول الحمی یوشک ان یواقعہ (الجامع الصحیح للبخاری ۱-۲۷۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

گرامی قدر علماء کرام! شیرز کی خرید و فروخت ہماری اس مجلس کے حق میں کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے کیونکہ علماء شریعت نے
شیرز کی خرید و فروخت کے حوالے سے خوب تحقیقی انداز میں فقہی خدمات سرانجام دی ہیں اس لئے علماء کرام کے حق میں یہ مقالہ شاید کسی
نئی افادیت کا حامل نہ ہو، البتہ آسان و سہل، طالب علمانہ اسلوب اور آخر میں شیرز کے کاروبار کے جواز و عدم جواز کی بابت کچھ گزارشات
شاید کہ افادیت سے خالی نہ ہوں۔ بہر کیف شیرز کی خرید و فروخت کا مختصر تعارف اور فقہی جائزہ پیش خدمت ہے۔

شیرز کا تعارف :- یورپ کے صنعتی انقلاب کے بعد بڑی بڑی صنعتیں لگانے اور کارخانے قائم کرنے کیلئے زیادہ سے
زیادہ سرمایہ کی ضرورت پیش آئی جس کیلئے دو چار یا چند سرمایہ داروں کا سرمایہ کافی نہیں تھا، قدر کفایت سرمایہ جمع کر کے وسیع پیمانے
پر صنعتیں لگانے کیلئے تقریباً سترھویں صدی (۱۶۱۱ء) میں ”کمپنی“ کا نظام رائج ہوا۔ اور وہی محرکین، سرمایہ کار اس کمپنی کے منتظمین کی
حیثیت سے لوگوں سے رقم وصول کر کے انہیں ایک دستاویزی رسید، سرٹیفکیٹ دے دیتے جس پر رقم کی مقدار اور جمع کنندہ کا نام تحریر کیا
جاتا، کبھی سرٹیفکیٹ پر رقم جمع کرانے والے کا نام بھی نہیں لکھتے بلکہ جس کے ہاتھ میں ہو وہی اس کا مالک سمجھا جاتا اب بھی یہی طریقہ رائج
ہے۔ اس دستاویز یا رسید کو اردو میں ”حصہ“ عربی میں ”سہم“ اور انگلش میں ”شیر“ کہا جاتا ہے۔ شیرز کے اجراء یا خریداری کی افادیت
یا مقصد خرید و فروخت میں یہ بتایا جاتا ہے کہ جو شخص بھی سرمایہ کاری کرے گا حامل حصہ (شیرز ہولڈر) کو کمپنی میں اپنے حصہ کے تناسب
سے منافع بھی ملے گا۔

الغرض ”شیرز“ فی نفسہ کوئی مال بیع یا شمن وغیرہ نہیں بلکہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ”شیرز ہولڈر“ کمپنی کے اصل سرمایہ دار منافع
کا قانونی و عرفی حقدار ہے۔

شیرز کی خرید و فروخت کا طریقہ کار:- کمپنی کے اصول کے مطابق جب کوئی شخص کمپنی کے شیرز (حصص) خرید کر ایک مرتبہ حصہ دار بن جائے پھر وہ جمع شدہ رقم واپس لیکر اپنی شراکت / حصہ داری ختم کرنا چاہے تو اسے یہ حق نہیں دیا جاتا باوجودیکہ اسے نقد کی ضرورت ہے، اس نوعیت کے ضرورت مندوں کے شیرز کو نقد میں تبدیل کرنے کے لیے ”اسٹاک ایکسچینج“ قائم ہوا جسے بازار حصص بھی کہا جاتا ہے، یا یوں کہیں کہ بازار حصص وہ نیلام بازار ہے جہاں شیرز کے خریدار اور فروخت کنندگان جمع ہوتے ہیں آرڈروں کی بجا آوری و قبیل، شیرز اور ہنڈیوں کا تبادلہ وغیرہ ہوتا ہے۔

بازار حصص میں یہ خرید و فروخت اور تبادلہ کبھی دو شخصوں کے درمیان بلا واسطہ ہوتا ہے ایک خریدار اور دوسرا فروخت کنندہ، درمیان میں کوئی تیسرا فرد نہیں ہوتا، کبھی بائع و مشتری کے درمیان واسطہ بھی ہوتا ہے، جو ادارہ وساطت کی یہ خدمت انجام دیتا ہے یہی اسٹاک ایکسچینج یعنی بازار حصص کہلاتا ہے۔ لیکن بازار حصص کے نظام کی پیچیدگی کے باعث چونکہ ہر فرد براہ راست اسٹاک مارکیٹ سے وابستہ نہیں ہو سکتا اس لیے چند مخصوص لوگ اسٹاک ایکسچینج سے نمائندگی کا استحقاق لیکر آگے کام کرتے ہیں نمائندگی کا استحقاق رکھنے والا شخص اسٹاک کمپنی کا ممبر بھی کہلاتا ہے اور دلالی کی خدمات بھی انجام دیتا ہے اگر کوئی غیر ممبر شیرز خریدنا چاہے تو اس کو دلال سے رجوع کرنا ہوگا اور ممبر اسٹاک مارکیٹ کے ضابطوں کے مطابق خریدار کو شیرز مہیا کرے گا گویا کہ شیرز کی عام خرید و فروخت تین افراد کے گرد گھومتی ہے

(1) خریدار

(2) فروخت کنندہ (ادارہ یا دلال یا کوئی بھی فرد مختلف حالتوں میں)

(3) دلال (جو اسٹاک ایکسچینج اور خریدار کے درمیان واسطہ بنتا ہے)

اسی طرح خریدار کے طرق بھی تین ہیں:

(1) فروخت کنندہ کے پاس شیرز موجود ہو وہ ان کو بیچ کر خریدار سے رقم وصول کر لے مگر بعض فنی پیچیدگیوں کی بناء پر شیرز کی حوالگی یا قبضہ کچھ مدت کے بعد عمل میں آتا ہے اس کا اصطلاحی نام حاضر سودا (SPOT SALE) ہے۔ ”سپاٹ سیل“ میں شیرز بمع نفع و نقصان خریدار کا شمار ہوتا ہے اگر شیرز کی حوالگی سے قبل خسارہ ہو جائے یا کمپنی نفع تقسیم کر دے تو یہ نفع فروخت کنندہ کے نام جاری ہونے کے باوجود خریدار کے کھاتے میں جائے گا گویا خریدار کو مالکانہ تصرف کا حق مل جاتا ہے وہ قبضہ سے قبل بیچ بھی سکتا ہے۔

(2) شیرز کا لین دین طے ہو جاتا ہے اور شیرز کی قیمت کا کچھ حصہ فی الحال ادا کر دیا جاتا ہے اور باقی ادھار بذمہ خریدار رہ جاتا ہے اس میں ادارہ کو شیرز کی پوری رقم دلال ادا کر دیتا ہے، خریدار سے اپنا قرض بمع سود یا ایک ساتھ یا آہستہ آہستہ مختلف طریقوں سے وصول کرتا رہتا ہے اس طریقہ کار کو مستقبل سے وابستہ معاملات میں شمار کیا جاتا ہے جس کا عرفی نام سیل آن مارجن (Sale On Margin) ہے۔

(3) شیرز کی بیع ہو جاتی ہے لیکن حقیقت میں نہ شیرز کا وجود ہوتا ہے نہ رقم کی ادائیگی، محض بے سروپا سودا ہوتا ہے اس کا تعلق بھی مستقبلیات یا فرضیات سے جڑتا ہے اس کا عرفی نام شارٹ سیل (SHORT SALE) ہے۔

اس تقسیم کی تلخیص تعبیر یوں بھی کر سکتے ہیں کہ شیرز کی خرید و فروخت دو طرح سے ہوتی ہے۔

(1) شیرز فروخت کنندہ کی ملکیت میں ہو، بیع فی الحال ہی طے پائے اور حقوق کی عرفی منتقلی بھی ہو جائے مگر بعض انتظامی مسائل کی بناء پر مؤخر ہو جائے مثلاً جن شیرز پر شیر ہولڈر کا نام درج ہوتا ہے دوسرے شخص کے ہاتھ شیرز فروخت کرنے کیلئے شیرز کو خریدار کے نام کرنے میں کچھ تاخیر ہو جاتی ہے شیرز کی اس قسم کی خرید و فروخت کو "حاضر سودا" (SPOT SALE) کہا جاتا ہے۔

(2) شیرز کی خرید و فروخت طے کرنے کے وقت شیرز فروخت کنندہ کی ملکیت ہی میں نہ ہو یا ملکیت میں ہو مگر حقیقہ خرید و فروخت اور حقوق کی منتقلی آئندہ زمانے سے متعلق ہو اور دونوں صورتوں میں شیرز پر قبضہ کا نام و نشان ہی نہیں ہوتا، شیرز کی اس خرید و فروخت پر "غائب سودا" کا اطلاق ہوتا ہے۔

غائب سودا میں "شیرز" کی خرید و فروخت کبھی مقاصد میں شامل ہو جاتی ہے اور کبھی شیرز کی خرید و فروخت نہیں ہوتی بلکہ خریدار اور فروخت کنندہ کے پیش نظر فقط یہ ہوتا ہے کہ شیرز کی خریداری کی تاریخ کی قیمت اور شیرز کی ادائیگی کی تاریخ کے درمیان میں پیدا ہونے والے قیمت کے فرق کو برابر کیا جائے یعنی اگر اس دوران شیرز کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے تو خریدار وہ اضافی رقم بائع کو ادا کرے گا اور اگر ادائیگی کے وقت شیرز کی وہ قیمت نہ رہے تو خریدار فروخت کنندہ سے شیرز وصول کرنے کی بجائے گھائے کی رقم وصول کرتا ہے۔ اس طرح کی سودا گری پر (FORWARD SALE) اور (FUTURE SALE) فارورڈ سیل یا فیوچر سیل کا اطلاق ہوتا ہے اب یہ دونوں قسمیں خرید و فروخت کی مستقل حیثیت اختیار کر چکی ہیں دونوں ناموں سے دو مستقل معاملے متعارف ہیں فیوچر سیل محض لین دین پر بولا جاتا ہے یعنی جس معاہدہ خریداری کے پیچھے کوئی معاملہ مقصود نہ ہو۔ اور فارورڈ سیل میں معاملہ کرنا تو مقصود ہوتا ہے مگر فی الحال شیرز کی ادائیگی ہوتی ہے نہ قیمت کی مکمل وصولی۔

البتہ اس نام تمام معاملہ سے پیشہ ور لوگ یوں فائدہ اٹھاتے ہیں کہ شیرز کی ادائیگی کیلئے مقررہ تاریخ سے پہلے یہ شیرز کئی ہاتھوں میں فروخت ہو چکے ہوتے ہیں اور کئی لوگ ان شیرز کے منافع سے مستفید ہو چکے ہوتے ہیں۔

یہ تمام معاملات اور ہیرا پھیری چونکہ دلال کی وساطت سے ہوتی ہے اس لئے شیرز کی خرید و فروخت کی فقہی حیثیت کے ساتھ ساتھ بروکر کے کردار کا شرعی جائزہ بھی ضروری ہے، بروکر کے کردار میں عموماً کمیشن کی لالچ کا فرما ہوتی ہے بسا اوقات وہ خریدار اور فروخت کنندہ دونوں سے کمیشن وصول کرنے کے ساتھ ساتھ خریدار سے سود بھی لیتا ہے بروکر کی دلالی کے حکم کی تفصیل آخر میں انشاء اللہ آئے گی البتہ اس کیلئے "سود" کسی حال میں جائز نہیں ہے۔

شیرز کی خرید و فروخت کا فقہی جائزہ / فقہی تطبیق :- شیرز کے مختصر تعارف سے یہ واضح ہوا کہ شیرز فی نفسہ کوئی مالیت نہیں رکھتے بلکہ ان کی حیثیت ایسی دستاویز کی ہے جو شیر ہولڈر کو کمپنی کی ملکیت میں حصہ دار ظاہر کرتی ہے یعنی اس رسید (دستاویز) کی پشت پر کمپنی کا سرمایہ اور سرمایہ کاری ہے گویا کہ شیرز خریدنے والا کاغذ کا ایک ٹکڑا نہیں خریدتا بلکہ کمپنی کے اثاثہ جات و موجودات میں

مشترک حصہ کو خرید رہا ہوتا ہے اور شیئرز سرٹیفکیٹ، کمپنی کے حصص میں اشتراک کے ثبوت کا وثیقہ ہوتا ہے اسلئے شیئرز کی خرید و فروخت کی فقہی تطبیق کیلئے کمپنی کے اثاثوں کو بنیاد بنایا جائے گا یعنی اگر کوئی شیئرز کے ذریعہ کمپنی کے اثاثوں میں اپنا اشتراک کی حصہ باور کرا کے اس ثابت شدہ حصہ کی خرید و فروخت کرنا چاہے تو اس مشترک حصہ کی بیع و شراء کو ثابت شدہ مشترک حصہ ہونے کی بناء پر شریعت ممنوع قرار نہیں دیتی بلکہ اس کی اجازت دیتی ہے فقہ و فتاویٰ کی جملہ کتابوں میں بصراحت موجود ہے تو شرائط کے ساتھ اس کی اجازت ہے (قولہ) فصیح لہ بیع حصته ولو من غیر شریکہ بلا اذن الا فی صورة الخلط لما لکیہما بفعلہما (قول الشامی) فبیع کل واحد منہما نصیبہ شائعاً جائز من الشریک والأجنبی قلت ومثل الخلط والاختلاط بیع مافیہ ضرر علی الشریک أو البائع أو المشتري الخ (الدر المختار مع شرح رد المحتار ۳۰۰/۱۲ ایچ ایم سعید کراچی)

لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ آیا کمپنی کے مروجہ نظام کے تحت کمپنی کی سرمایہ کاری اسلامی شرکت و مشارکت کے ضمن میں آسکتی ہے یا نہیں؟ اس پر کھ کیلئے چند فقہی اصول ذکر کئے جاتے ہیں جس کی روشنی میں "شیئرز" کی مروجہ خرید و فروخت کا جائزہ لیا جاسکے گا۔

چند فقہی اصول:-

پہلا اصول:- ایک دوسرے کے مال سے استفادہ کرنے کیلئے شرعی طریقہ بیع و شراء ہے۔ جو لین دین بیع و شراء (اسلامی تجارت) کے زمرے میں نہ آئے وہ ناجائز ہے دوسرے کے مال کو باطل طریقے سے کھانا ہے شریعت نے اکل بالباطل کو کلی طور پر ممنوع قرار دیا ہے (قولہ تعالیٰ) أحل الله البيع وحرم الربوا (وقولہ تعالیٰ) یا ایہا الذین امنوا لا تأکلوا أموالکم بینکم بالباطل

دوسرا اصول:- اقتصاد اسلامی کا اہم اصول یہ ہے کہ خرید و فروخت ایسی چیز کی ہونی چاہئے جو حقیقتہً مال ہو یعنی جو انسان کی جبلتی و طبعی حاجت و ضرورت کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھے اور جو چیز ایسی نہ ہو تو اس کی خرید و فروخت اسلام میں جائز نہیں (قولہ البیع هو مبادلة المال بالمال (الفقه الاسلامی وادلّیہ ۳۴۴/۴) وفي الهندیة ومنها فی البدلین و هو قیام المالیة حتی لا ینعقد متی علمت المالیة کذا فی محیط السرخسی (الہندیہ ۲۳۱/۴ و ۲۳۱/۳) الفقه الاسلامی وادلّیہ ۳۵۴/۴)

تیسرا اصول:- اسلام میں اجتماعی طور پر کاروبار کرنے کیلئے دو طریقے مشروع ہیں، ایک شرکت اور دوسرا مضاربہ، اگر کوئی جماعت مشترک طور پر کاروبار کرنا چاہے تو اسے شرعی اعتبار سے مضاربہ یا شرکت میں سے کسی ایک کی شروط و قیود کی رعایت کرنا ہوگی۔

چوتھا اصول:- کاروبار اور سرمایہ جائز و حلال ہونا چاہئے (أحل الله البيع وحرم الربوا (الآیة)

پانچواں اصول:- بیع کا وقت خرید و فروخت حقیقی و حکمی وجود اور مقدور التسلم ہونا لازمی ہے بیع بعد و بیع قبل القبض شرعی درست نہیں ہے بالخصوص بعض معاملات میں مستقبل کی طرف نسبت تو صحت معاملہ کے منافی ہوتی ہے مجملہ شرکت کا معاملہ بھی ہے۔ (وعن ابن عمر ان النبی ﷺ نہی عن بیع الکالی بالکالی وفي الرقاة وذلك ان يشتري الرجل شيئاً الى اجل فاذا

حل الاجل لم يجد ما يقضى فيقول بعينه الى اجل اخر بزيادة شئ يبيعه منه ولا يجزى بينهما تقابض وقيل هو ان يبيع الرجل دينه على المشتري بدين اخر للمشتري على ثالث ذكره الطيبي مرقة المفاتيح ٨٠/٦ مکتبه امداديه ملتان والفقہ الاسلامی وادلتہ ٣/٢٤٣ وفي الهندية ومنها في البيع وهو ان يكون موجوداً فلا ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم وان يكون مملوكاً في نفسه (الھدیه ٢/٣) وفي الدر ومالا تصح اضافته الى المستقبل عشرة البيع واجارته وفسخه والقسمه والشركة والهبة والنكاح والرجعة والصلح عن مال والابراء عن الدين لانها تمليكات للحال فلا تضاف للاستقبال كمالات تعلق بالشرط لما فيه من القمار (الدر المختار مع رد المحتار ٢٥٦/٥، مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی)

چھٹا اصول:- اسلامی معیشت کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ استعمال کی اشیاء کے زخوں میں قدرتی اتار چڑھاؤ ہو تو وہ فطری بات ہونے کی بناء پر قابل تسلیم ہے مگر مصنوعی اتار چڑھاؤ شریعت میں گوارا نہیں کیا جاتا، مثلاً احتکار، تلقی رکبان وغیرہ امور کو شریعت نے اسی بناء پر ممنوع قرار دیا ہے (قال رسول اللہ ﷺ من احتكر طعاماً أربعين اياماً بريد به الغلاء فقد برئ من الله وبرئ الله منه وفي رواية من احتكر فهو خاطئ) (مشکوٰۃ باب الاحتکار ٢٥٠/١، ٢٥١)

ساتواں اصول:- مشکوک و مشتبہ اشیاء سے دوری، دین و ایمان کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ حدیث کی اس بیان سے معلوم ہوا کہ شرعی احکام کے ترتیب کے اعتبار سے اموال کی تین قسمیں ہیں

- (1) حلال بین (کھلا ہوا واضح حلال)
 - (2) حرام بین (کھلا ہوا واضح حرام)
 - (3) امور مشتبہ (جن امور اموال کی حلت و حرمت واضح نہ ہو بلکہ مشتبہ ہو یعنی حلت و حرمت میں کسی ایک کی تعین مشکل ہو)
- پہلی دو قسموں کا حکم تو بے غبار ہے تیسری قسم کے امور کے بارے میں صاحب شریعت ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ ان امور سے اجتناب کرنا ہی دینی و ایمانی حفاظت ہے اور فرمایا کہ جو فرد کسی مشکوک و مشتبہ چیز کو ترک کرنے کی ہمت کر لے وہ کھلے حرام میں مبتلا ہونے سے با آسانی محفوظ رہے گا لیکن اس کے برعکس اگر کوئی مشکوک و مشتبہ چیزوں سے اجتناب کی بجائے ان کو اختیار کرنے کی جرأت کر لے تو کوئی بعید نہیں کہ وہ کھلے ہوئے واضح حرام میں مبتلا ہو جائے بلکہ اس جرأت کو معمولی جاننے والا خدا تعالیٰ کی متعین کردہ واضح حدود کو پھلانگے بغیر نہیں رہ سکتا (الجامع الصحیح للامام البخاری ٢٤٥/١ قدیمی کتب خانہ کراچی۔ والحدیث قد مرنی الخطبہ۔

اس لئے اسلامی معاشرے میں جس چیز کی شرعی حیثیت مشکوک ٹھہر جائے مسلمانوں کو چاہئے کہ مشکوک کے ساتھ حرام والا معاملہ کریں۔ اور اس مشکوک سے اجتناب کریں۔

اگر مذکورہ فقہی اصولوں کی روشنی میں شیئرز کے عمومی کاروبار کا جائزہ لیا جائے تو صاف طور پر معلوم ہوگا کہ شیئرز کی عمومی خرید و فروخت اسلامی معاملات شرکت یا مضاربت میں سے کسی بھی معاملہ کے تحت کلی طور پر داخل نہیں۔ بیع مستقل طور پر موجود ہی نہیں ہوتی بلکہ معدوم ہوتی ہے یا مومن، بلکہ ایک معلق یا فرضی معاملہ کے نرخوں میں مصنوعی اتار چڑھاؤ کے ذریعہ ایک دوسرے کے مالوں کو ناجائز طریقوں سے ہتھیانے کی مذموم سعی اور ناروا کوشش ہے۔

البتہ شیئرز کے کاروبار میں حاضر سودے (SPOT SALE) کو شرکت العنان کے تناظر میں پرکھا جاسکتا ہے (امداد الفتاویٰ ۱۳/۴۹۴) فقہی عبارات میں شرکت عنان کی مختلف تعریفات ذکر فرمائی ہے ان مختلف تعریفات کی روشنی میں شرکت عنان کا مفہوم حسب ذیل ہے:

شرکت عنان :- جس میں مختلف آدمی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق مختلف تناسب سے کاروبار کیلئے سرمایہ لگاتے ہیں اور کاروبار میں جو بھی نفع ہوگا اس میں سب اپنی اپنی رقوم کے تناسب سے یا حسب معاہدہ کی ویشی کے ساتھ علی سبیل الشیوع شریک ہوتے ہیں اپنی شرائط و تفصیل کے ساتھ شرکت کی یہ قسم بھی شرعاً جائز ہے (وفی الفقہ الاسلامی وادلتہ شرکۃ العنان وہی ان یشرک انان فی مال لہما علی ان یتجرافہ والربح بینہما وہی جائزۃ بالاجماع کما ذکر ابن المنذر و ہذا النوع من الشرکات ہو السائر بین الناس لان شرکۃ العنان لا یشرط فیہا المساواة لا فی المال ولا فی التصرف فیجوز ان یکون مال احد الشر یکین اکثر من الآخر کما یجوز ان یکون احدهما مسئولاً عن الشرکۃ والاخر غیر مسئول وہی من اجلہ لیس فیہما کفالة (الخ ۱۳/۷۹۷) (والثانیۃ ۱۲/۳۱۱، بدائع ۵۷۱/۶۱۶ مع فتح القدیر ۱۷/۱۷۶)

چنانچہ شرکت عنان یا مطلق شرکت کی صحت کی شرطیں اور تفصیل یا یوں کہیں کہ شیئرز کے کاروبار کی جائز صورت کی شروط و حدود کیا کیا ہیں؟ تو سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ جس کمپنی کے شیئرز کو کی زیادتی کے ساتھ خرید رہے ہیں اس کے اثاثے اور املاک، اجناس کی صورت میں موجود ہوں کمپنی کا وجود محض فرضی نہ ہو۔ کیونکہ شیئرز فی نفسہ کوئی چیز نہیں یہ حقیقت میں کمپنی کی املاک کا ثبوت ہے خرید و فروخت تو کمپنی کی املاک میں مشترک حصہ کی ہو رہی ہے جب کمپنی کی املاک کا وجود ہی نہیں تو خرید و فروخت کس چیز کی؟ یہ تو نقد کی یا معدوم چیز کی بیع ہوئی جو کہ ناجائز ہے البتہ شیئرز کی اصل قیمت (FACE VALUE) فیس و بلیو کے ساتھ بغیر کی زیادتی کے بیچنا جائز ہوگا کیونکہ اس صورت میں شیئرز، کمپنی کی املاک کا وثیقہ نہیں بلکہ اس رقم کا حوالہ ہے جو شیئر ہولڈر کے پاس جمع کرائی تھی رقم کے تبادلہ میں کمی بیشی کے ساتھ لین دین کرنا یا ادھار کرنا ناجائز نہیں ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ کمپنی کا کل سرمایہ یا اکثر سرمایہ حلال ہو، جس کمپنی کا کل یا اکثر سرمایہ حرام ہو ان کمپنیوں کے شیئرز خریدنا ناجائز نہیں ہوگا مثلاً سینما کی آمدن، رشوت، چوری، ڈاکہ سے حاصل شدہ رقم سے قائم ہونے والی کمپنی انشورنس کمپنی یا سودی بینکوں کے زیر اثر چلنے والی کمپنیوں میں سے کسی کمپنی کے شیئرز کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔

البتہ ایسی کمپنیاں جن کا اکثر سرمایہ حلال ہو مگر حرام کی کچھ آمیزش بھی ہو تو فقہی اصولوں کی رو سے ایسی کمپنیوں کے شیئرز کی خرید و فروخت جائز تو ہوگی لیکن اس تفصیل کے ساتھ کہ کمپنی کے حرام سرمایہ کا تناسب معلوم کر کے اسی تناسب سے اپنے مال میں سے حرام مال کو الگ کر دے

اور بلا نیت ثواب صدقہ کر دے تو گنجائش کا پہلو نکل آئے گا (قولہ تعالیٰ) وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون (سورۃ البقرہ ۲۷۹) وفي الهندية اذا دفع المسلم الى النصراني مالا مضاربة بالنصف فهو جائز الا انه مكروه فان اتجر في الخمر والخنزير فربح فحاز على المضاربة في قول ابي حنيفة وينبغي للمسلم ان يتصدق بحصته من الربح (فتاویٰ عالمگیری ۳/۳۳۳، ۲۱۰/۳، الثامیہ ۲/۶۹۱، ۳۸۶/۲، بدائع الفوائد لابن قیم ۱۵۷/۲، امداد الفتاویٰ ۱۵۶/۲)

تیسری شرط یہ ہے کہ سرمایہ کی طرح کمپنی کا کاروبار بھی حلال ہو اگر سرمایہ حلال ہو مگر کاروبار حرام ہو مثلاً سودی بین دین ہو یا ناجائز اشیاء کی خرید و فروخت ہو ایسی کمپنی کے شیئرز کی خرید و فروخت جائز نہیں ہوگی، ہاں بعض صورتوں میں مجبوریوں کی بناء پر سودی قرضہ جات لینے کی نوبت آ جاتی ہے ایسی صورتوں میں استثنائی حکم بھی موجود ہے مجبوری کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے گنجائش کے پہلو کو زیر بحث لایا جاسکتا ہے (قولہ يجوز للمحتاج الاستقراض بالربح (الاشباہ والنظائر ۲/۶۱۱ والبرہ الرائق ۱۲۶/۲)

چوتھی شرط یہ ہے کہ کمپنی کے معاہدہ نامہ یا شرائط میں کوئی ایسی شرط و معاہدہ نہیں ہونا چاہئے جس کا متعین نفع کسی ایک فرد یا چند مخصوص لوگوں تک محدود ہو یعنی کمپنی کا ہر شریک اصل املاک میں جس قدر حصہ دار ہے اسی تناسب سے منافع میں بھی حصہ دار ہو، کسی شریک کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اصل املاک یا منافع میں سے اپنے لئے اپنے حصہ سے زائد کسی مخصوص رقم کی شرط لگائے اگر کوئی کمپنی اس طرح کی شرائط کی اجازت دیتی ہو تو اس کے شیئرز کی خرید و فروخت خلاف شرع ہوگی۔

پانچویں شرط یہ ہے کہ کمپنی کی املاک میں شریک افراد میں سے چند یا کوئی ایک فرد جب بھی شرکت کو ختم کر کے الگ ہونا چاہے تو اسے اس کا مقررہ حصہ اصل مع منافع، موجودہ قیمت کی لحاظ سے دیا جاسکتا ہو اس میں کسی قسم کی زیادتی و نقصان کی شرط لگانا جائز نہیں یہی وہ شرائط ہیں جو بظاہر کمپنی کے بنیادی اصول و قواعد کے خلاف جاتی ہیں کیونکہ اسٹاک ایکسچینج (بازار حصص) کے قیام کی ضرورت اسی بناء پر پیش آتی ہے کہ شیئرز خریدنے کے بعد اپنے شیئرز کو نقدی میں تبدیل کرنے کیلئے دوبارہ کمپنی سے رجوع نہیں کر سکتا بلکہ وہ بازار حصص کے توسط سے کسی دوسرے شخص پر فروخت کر کے ہی نقد حاصل کر سکے گا۔

گویا کہ کمپنی کے کاروبار کی فقہی تطبیق کیلئے ضروری ہوگا کہ کمپنی کی اس بنیادی شرط میں ترمیم کی جائے اور ہر شراکت دار (شیئر ہولڈر) کو یہ اختیار دیا جائے کہ جب وہ کمپنی کی شراکت ختم کرنا چاہے کر سکتا ہے اسے اسکی املاک پر مناسب حصہ مل جائے گا۔ چہ جائیکہ اس کے طریقہ کار اور معاملات کو شریعت کی کسوٹی پر پرکھا جائے اور شریعت سے ہم آہنگ کر کے کیلا حاصل سہی کی جائے۔ اس سلسلے کی مزید گزارشات یا خدشات ذکر کرنے سے قبل ایجنٹ/دلال کے کردار کی طرف اشارہ کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ شیئرز کی خرید و فروخت میں دلال (بروکر) خریدار و فروخت کنندہ کے درمیان رابطہ کا کردار ادا کرتا ہے خریدار کو شیئرز دلو اتا ہے

اور فروخت کنندہ کو گاہک (خریدار) مہیا کرتا ہے۔ بروکر اپنی اسی کوشش و محنت پر جائز اجرت کا شرعاً حقدار ہوتا ہے اگر کوئی شخص ایسی کمپنی کے شیئرز کی خرید و فروخت میں دلالی کرتا ہے جس میں مذکورہ شرائط پائی جاتی ہوں تو جس طرح اسی کمپنی کے شیئرز کی خرید و فروخت جائز ہے اس کمپنی کیلئے بطور بروکر کام کرنا بھی جائز ہے اور جو کمپنی مذکورہ شرائط کی حامل نہ ہو تو اس کے شیئرز کی خرید و فروخت میں دلالی کرنا بھی جائز نہیں ہوگا۔

شیئرز کی خرید و فروخت اور گزارشات و خدشات :-

☆ شیئرز کے مروجہ کاروبار کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کیلئے جن حدود و قیود کا پاس رکھنا ضروری ہے وہ تو اوپر ذکر ہوئیں، الحمد للہ ہمارے علماء نے بھی اس سلسلہ میں خوب محنت و ذمہ داری سے اپنا اپنا کردار ادا کیا، مگر غور طلب پہلو یہ ہے کہ آیا شیئرز کے مروجہ کاروبار میں ان شرطوں کا واقعہً لحاظ کیا جاتا ہے یا ایسا ممکن ہے؟ اگر جواب نفی میں ہو تو کیا شیئرز کاروبار کی فقہی تطبیق اور اسلام سے ہم آہنگی کی کوششوں سے اس کاروبار کو تقویت نہیں ملے گی؟

مشاہدہ ہے کہ اس قسم کی مشروط اجازتوں کے سہارے بہت نا جائز کاروبار کرنے والی کمپنیوں نے عام مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھانسنے کی کوشش کی ہے مثلاً گوڈن کی انٹرنیشنل اور بزنس ڈاٹ کام وغیرہ نے یہی طریقہ اختیار کیا ہے۔

☆ شیئرز کے کاروبار سے عمومی معیشت پر کیا اثر پڑتا ہے؟ اس سے غریبوں کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟ حقیقت یہ کاروبار چند سرمایہ داروں کے گرد کھومنے سے تعبیر ہے، یہ لوگ سٹ بازی کے ذریعہ اس کاروبار کو سہارا دیئے ہوئے ہیں گویا کہ شیئرز کے کاروبار اور اسٹاک ایکسچینج کا کام سٹ بازی کو فروغ بخشتا ہے اس کاروبار سے وہی مفاسد جنم لیتے ہیں جن سے نجات کیلئے اسلامی معیشت کی عادلانہ تعلیمات کا نزول ہوا تھا، کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم اس ابتر نظام کے تحت شیئرز کے نا جائز کاروبار کو اسلامی تحفظ فراہم کر رہے ہوں؟

☆ آیا شیئرز کے کاروبار کی حوصلہ افزائی سے وسائل ثروت سمٹ سمٹ کر سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں نہیں جا رہے؟ اگر ایسا ہے تو ہمیں رخصتیں اور اجازتیں ڈھونڈ نکالنے کی کیا ضرورت ہے؟ ہماری کیا مجبوری ہے کہ ہم غیر شرعی معاملہ کو اسلام کا جامہ پہنائیں؟

☆ اس وقت دنیا میں شیئرز کے کاروبار کے علاوہ اور بہت سارے جائز کاروبار بھی موجود ہیں ان جائز صورتوں کے ہوتے ہوئے ان نا جائز صورتوں کی قطع برید کر کے جائز بنانا کوئی ضروری کام نہیں مسلمان فی الحال اضطراب کے اس درجہ میں داخل نہیں ہوئے کہ ہم اس حد تک رخصتوں کی پیروی شروع کر دیں۔

☆ یہ حقیقت ہے کہ بلا شرط و قید شیئرز کا کاروبار حلال نہیں ہے بلکہ بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جو علی الاطلاق جواز کے قائل ہوں تقریباً اکثریت مشروط جواز کی قائل ہے مشروط و قیود سے اتنا فائدہ تو قابل تسلیم ہے کہ شیئرز کا کاروبار شک و شبہ سے خالی نہیں۔ حدیث شریف کی رو سے دین و ایمان کی حفاظت اسی میں ہے کہ مسلمانوں کو اس کاروبار سے دور کیا جائے۔ کیونکہ کونسا ایسا محافظ و نگران ان حدود پر چاک و چونہ مستعد کھڑا ہے گا جو مسلمانوں کو حدود اللہ پھانڈنے اور حرام میں مبتلا ہونے سے روکے گا اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اس کاروبار کو جواز مہیا کرنے کی بجائے مسلمانوں کو اس سے دور رہنے کا مشورہ دیں اس میں نجات اور تقویٰ ہے۔

☆ آخری اور اہم گزارش جو اس مجلس (فقہی سیمینار) کے حوالے سے پیش خدمت ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلامی معیشت کو دنیا کے تمام معاشی نظاموں پر اپنی وسعت و جامعیت میں فضیلت و امتیاز حاصل ہے، مگر آج تک جتنے بھی مسلمان معیشت دانوں نے معیشت اسلامی کا نقشہ پیش فرمایا ہے، ہر ایک کا ذہنی خاکہ دوسرے سے تقریباً مختلف رہا اگر کوئی خالی الذہن شخص ہم سے اسلام کے معاشی پروگرام کا سوال کر لے تو ہم اس کو کس طرح مطمئن کر سکتے ہیں ہمارے اپنے اس دعویٰ پر مسلم ثبوت ہے یا نہیں؟ عرصہ سے اس نوعیت کی کانفرنسیں مختلف اسلامی ممالک میں بالخصوص ہندوستان اور پاکستان میں بھی ہوئیں لیکن وہ کس نتیجہ پر پہنچیں؟ ہمیں اس پر بھرپور توجہ دینی چاہئے۔ گو یہ حقیقت ہے کہ اس قسم کی کانفرنسوں کی برکت سے علماء کا تحقیقی ذوق بیدار ہوتا ہے، انہیں تحقیق کے مواقع میسر آتے ہیں، مگر کیا ہی اچھا ہوگا کہ اس سلسلے میں مزید پیش رفت کرتے ہوئے قومی سطح پر ”مجلس تحقیق مسائل حاضرہ“ کا قیام عمل میں لایا جائے۔ آپ جانتے ہیں کہ مجلس تحقیق مسائل حاضرہ جو حضرت علامہ محمد یوسف البوری اور حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب اور ان کے رفقاء کار کے زیر انتظام مصروف کار رہی اس دور میں مجلس کے سامنے جو مسائل پیش ہوئے ان کا حل اکابر نے متفقہ طور پر تحریری شکل میں عوام و خواص کیلئے پیش فرمادیا، اگر مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کے طرز عمل کو ملکی سطح پر اختیار کر لیا جائے تو امید ہے کہ اس میں زیادہ فائدہ ہو اور ہماری یہ مجالس کسی نتیجہ پر پہنچ سکیں اللہ تعالیٰ ہمارے لئے آسانیاں پیدا فرما کر احقاق حق و ابطال باطل کی بے لاگ توفیق بخشے، آمین

بلسلہ جدید فقہی تحقیقات

جامعہ المركز الاسلامی کی ایک اور عظیم تاریخی تحقیقی اور علمی پیشکش

(امام ابوحنیفہ کی محدثانہ حیثیت)

باہتمام و نگرانی

مولانا سید نصیب علی شاہ الہامی

رتیبہ تدوین کے آخری مراحل میں

جس میں امام ابوحنیفہؒ کی تابعیت، ثبوت، روایت، صحابہ کرام سے سماع، علم حدیث میں مقام و مرتبہ، اکابر ائمہ کے السنہ سے امام کے حق میں مدحیہ اقوال اور محسنہ کلمات، امام ابوحنیفہ پر طعن و اعتراضات کا تحقیقی جائزہ اور علمی محاسبہ، امام ابوحنیفہؒ بحیثیت ایک عظیم مصنف، مسانید تصنیفات و تالیفات، کتاب الآثار اور اسکے نسخے ”تعلیقات و تشریحات“ فقہ حنفی کی ترجیحات اور امتیازی خصوصیات اور موضوع سے متعلق دیگر اہم مضامین شامل اشاعت ہیں۔

اہل ذوق کو اظہار عارض ہے کہ کتاب محدود تعداد میں چھپی گی۔ پہلے سے اپنی کاپی محفوظ کر لیجئے۔

برائے رابطہ: دفتر جامعہ المركز الاسلامی پوسٹ بکس نمبر 33 بنوں صوبہ سرحد

فیکس: 310355

فون نمبر: 0928-310353